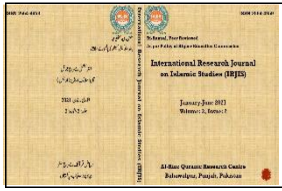

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تعلیماتِ رواداری: تعارفی وتجزیاتی مطالعہ

Teachings of Tolerance in the Light of the Prophet's (PBUH) Life: An Introduction and Analytical Study

1.Dr. Hafiz Muhammad Shahbaz,
Lecturer, Islamic Studies,
Garrison Collage of Computer Sciences, Sargodha, Punjab, Pakistan
Email: shahbazfarooqi30@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-1912-2644

2.Dr. Hafiz Hassan Ubaid,
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
University of Chakwal, Chakwal, Punjab, Pakistan
Email: hassaan.ubaid@uoc.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-3492-1794

3.Dr. Hafiz Jawaad Haseeb,
Assistant Professor(V), Department of Islamic Studies,
University of Sargodha, Sargodha, Punjab, Pakistan
Email: jawaadhaseeb@yahoo.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7848-2669

To cite this article: Dr. Hafiz Muhammad Shahbaz, Dr. Hafiz Hassan Ubaid and Dr. Hafiz Jawaad Haseeb. 2022. "سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تعلیماتِ رواداری: تعارفی وتجزیاتی مطالعہ: Teachings of Tolerance in the Light of the Prophet's (PBUH) Life: An Introduction and Analytical Study". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 2), 85-93

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || July - December 2022 || P. 85-93
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-2-8/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.02.u8
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	30 December 2022

License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

When tolerance is discussed in the Semitic religions, it is clear as day that there are divine commands on tolerance in all these religions. But the teachings of Judaism and Christianity have become so distorted that it is not only difficult but impossible to follow their current teachings in the present era. On the other hand, if we look at Islam, the teachings of Islam have been available to the people in a correct condition since its inception. This is

one of the distinguishing features of Islam. Islam maintains moderation in every aspect of life. In this regard, if we look at the life of the Prophet (PBUH), there are excellent examples of tolerance in every field of life, by following which the Muslim Ummah can pull itself out of the darkness and degradation. In this article, an attempt has been made to collect the high examples of tolerance of Prophet Muhammad's (PBUH) life so that tolerance can be developed among the people.

Keywords: Muhammad (PBUH), Islam, Tolerance, Moderation, Life

1. تمہید:

اسلام میانہ روی کا دین ہے۔ اسلام سلامتی اور امن ہے۔ رواداری اور اعتدال ہر مہذب انسانی معاشرے اور بالخصوص اسلامی سماج کی بنیادی خصوصیت ہے جہاں اعتدال اور توازن نہیں وہاں ظلم و تشدد، فرقہ بندی اور گروہی و مسلکی مفادات ہیں جس انسانی معاشرے میں رواداری کا وصف نہ ہو فرقہ واریت کا پودا بڑی آسانی سے اگتا ہے۔ جیسا کہ ایک طرف یہودیت اپنے ماننے والوں کے اندر غضبی قوتوں کو ابھارتا ہے اور دوسری طرف تعلیمات مسیحیت انسان سے غضبی قوت کا مکمل طور پر ختم کرنا چاہتا ہے یہ دونوں ادیان افراط و تفریط کا شکار ہو گئے جبکہ اسلامی تعلیمات افراط و تفریط کے پیمانے سے ہٹ کر ایک راہ اعتدال مہیا کرتا ہے۔ دین مسیحیت میں قوت بذات خود ایک برائی سمجھا جاتا ہے لیکن اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ کبھی کبھی موقع محل کے پیمانہ اعتدال کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا استعمال کرنا نیکی بھی ہے اور تقاضہ عقل و شریعت بھی ہے۔ دین مسیحیت میں ظلم کرنے والے کو تحفظ دیتا ہے اور اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے دوسرے گال کو بھی سامنے کر دیا جائے تو کیا یہ تعلیمات عالمگیر ہو سکتی ہیں؟ کیا یہ تعلیمات جامع ہو سکتی ہیں؟ ظلم لرنے والوں کے سامنے سر جھکا کر کبھی بھی معاشرے میں مثبت تبدیلی نہیں آ سکتی بلکہ اس سے معاشرہ میں بے اعتدالی، ناانصافی اور بد نظمی میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ لیکن اسلام نے ایک اعتدال پر مبنی اصول دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ "[1]

(پھر جو تمہارے اوپر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسا کہ اس نے تم پر زیادتی کی)

قرآن مجید نے اس آیت کی تفسیر خود دوسری آیت سے فرمادی ہے۔ ارشاد ہے:

"وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ"[2]

(اور ہم نے ان پر فرض کیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر ہے)

ظلم سے قصاص کا قانون عدل اور اعتدال کا قانون ہے اور یہ قانون تمام انسانیت کی زندگی کے ہر ہر گوشے میں نظم راستی اور اعتدال کی ضمانت دیتا ہے۔ یہ قانون ظلم کا ہاتھ بھی روکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے پر نہ ظلم کرے اور طاقتور، کمزور دونوں کو معاشرے میں برابر حقوق ملے۔ جب ایسے اسلامی قوانین پر عمل درآمد ہوتا رہے گا تو معاشرہ میں امن، پیار، محبت اور اتحاد و یگانگت کی ایک نئ جنم لے گی۔ جس سے متعلق قرآن مجید میں اللہ رب جل شانہ نے فرمایا:

1.Al-Baqrah 2: 194.
2. Al-Māidah 5: 45.

"وَلَكُمۡ فِي ٱلۡقِصَاصِ حَيَوٰةٞ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ"[3]

(اور اے عقلمندو! قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے)

اور اس طرح عدم اعتدال کی دوسری مثال کچھ یوں ہے جیسے یہودیت میں مرد کو حق طلاق کے ضمن میں آزاد کر دیا ہے اور وہ اس حق کا ناجائز استعمال کرتا ہے۔ اس طرح معاشرے میں عورت کے بنیادی حقوق اور عزت وعصمت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اور دوسری طرف اسلام نے عالم دنیا کو اعتدال کا راستہ دیا ہے کہ اسلام میں طلاق جائز ہے لیکن اللہ کے نزدیک طلاق حلال کاموں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ کام ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قال رسول الله ﷺ انه ليس شيئ من الحلال ابغض الى الله الطلاق[4] "اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ مغبوض چیز طلاق ہے"

اور عدم اعتدال کی تیسری مثال یوں ہے کہ مسیحیت میں تصور رہبانیت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اور اس تصور سے دنیاوی زندگی میں بے اعتدالی اور انتہاء پسندی پیدا ہوتی ہے۔ اور حیات انسانی میں ہر چیز بے مقصد ہو جاتی ہے۔ لیکن اسلامی تعلیمات اس کے برعکس ہیں کہ انسان حیات دنیا میں اپنے تمام تر معاملات اور تمام رشتوں میں ایسی معتدل زندگی اپنائے تو وہ دنیا وآخرت میں اس کے لئے کامیابی کا باعث بنے گی۔ رہبانیت کے اس تصور سے دنیا کے معاملات میں بے اعتدالی اور انتہاء پسندی جنم لیتی ہے اور حیات دنیا میں ایک توازن قائم نہیں رہتا۔ یہ دنیا میں ہر چیز کا وجود بے مقصد نہیں ہے، ہر چیز کی تخلیق کسی مقصد کے تابع ہے۔ دنیاوی رشتوں اور اپنے جسم کو کچل دینا کوئی دانشمندی نہیں ہے بلکہ انسان ان سارے رشتوں کو قائم رکھتے ہوئے ایسی معتدل اور با مقصد زندگی اختیار کرے جس سے دنیا وآخرت دونوں میں بھلائی ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَرَهۡبَانِيَّةً ٱبۡتَدَعُوهَا مَا كَتَبۡنَٰهَا عَلَيۡهِمۡ إِلَّا ٱبۡتِغَآءَ رِضۡوَٰنِ ٱللَّهِ فَمَا رَعَوۡهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا"[5]

(اور رہبانیت جو انہوں نے خود ایجاد کی، ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی مگر انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا پس اسے نباہ نہ سکے جیسے نباہنا چاہیے تھا)

اور اس آیت کی تفسیر میں خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انى لمن اومر بالرهبانية[6] "مجھے رہبانیت اور ترک دنیا کا حکم نہیں دیا گیا۔"

مندرجہ بالا چند ایک مثالیں دی گئی ہیں جس میں یہودیت اور مسیحیت دونوں ادیان کی تعلیمات میں افراط وتفریط پائی جاتی ہے اور ایسی تعلیمات پر عمل کرنا آج کے دور میں مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ افراط وتفریط کی حامل تعلیمات آج کے انسان کی طبیعت کے منافی ہیں لیکن دوسری طرف اسلام زندگی کے ہر ہر معاملے میں مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں میں اعتدال قائم کرتا ہے جو انسانی فطری رجحان کے عین مطابق ہے۔ یہ اسلام کی حیرت انگیز امتیازی خصوصیت ہے۔

2. تعلیماتِ رواداری اور اسلام

رواداری ایک ایسی صفت حمیدہ ہے جسے اختیار کرنے سے لغویات اور پست عمل سرزد نہیں ہوتا۔ دشمن کے ساتھ سلوک میں عالی ظرفی، بلند حوصلگی، فراخدلی، خیر خواہی اور درگزر کا مظاہرہ ہوتا ہے، کمینگی دھوکہ دہی اور فریب کو اس میں دخل نہیں ہوتا۔ انسان کسی بری سے

3. Al-Baqrah 2: 179.
[4] Abū Bakar Aḥmad Ibn Ḥusain Al-Behqī, Al-Sunan al-Ṣaghīr (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiya, 1992AD), 6: 316.
[5] Al-Ḥadīd 57: 27.
[6] Abū Abdullah Ibn Ḥanbal, Al-Musnad (Beirūt: Al-Maktbah al-Islāmī, 1978AD), 6: 226.

بری حرکت کو بھی مردانہ وار برداشت کرتا ہے۔ اسی رواداری اور صفت کی بدولت اسلام کافروں اور کے معبودان باطلہ کو بھی برا بھلا کہنے سے منع کرتا ہے اور یہی اس کی خصوصیت ہے۔ اس کی رواداری کا عالم یہ ہے کہ

"وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ "[7]

(اور یہ اللہ کے سوا جن کی پرستش کرتے ہیں انہیں برا بھلا نہ کہو ورنہ وہ ناسمجھی میں زیادتی کر کے اللہ کو برا کہیں گے)

رواداری کا ایک کامل اصول اور مکمل دستور کے طور پر اسلام نے دنیا کے سامنے مضبوط بنیاد کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اور اس کے اعلان کے بعد کہ نبی کریم ﷺ سے لے کر آدم تک تمام پیغمبر ایک ہی شریعت سے منسلک رہے اور ان تمام الہامی مذاہب کی اصل اور حقیقت ایک ہے تو پھر انتشار، دوری، عدم رواداری کا کوئی جواز نہیں۔

اسلام نے مذہبی رواداری کو ایک مکمل ضابطے میں ڈھال کر ایک جبر واکراہ کی نفی کرتے ہوئے یہ اصول وضع کر دیا ہے کہ دین اور عقیدے کے معاملے میں انسان کامل طور پر اپنی مرضی کا مالک ہے۔ تلوار کی نوک یا جبر واستبداد کے سائے میں دین کے پرچار کی مکمل نفی اس اصول کو تاریخ میں پہلی اسلام نے کچھ یوں متعارف کروایا ہے۔

"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ"[8]

(دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے)

بس اب یہ جبر واکراہ کا نہیں بلکہ محبت اور مروت کا معاملہ ہے، دین اور دین کی اکتاہٹ سے نکال کر اپنائیت اور الفت کے راستے پر گامزن کر دیا ہے۔ اور پھر یہ دائرہ اخوت ومحبت کسی خاص گروہ یا طبقے تک محدود نہیں بلکہ اس کی الفتیں "عالمین" کے لئے ہیں جس میں زمان ومکان کی کوئی قید نہیں ہے۔ اور ساری کی ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ جس کی بابت حکم نبوی ﷺ ہے:

الخلق كلهم عيال الله فاحبهم الى الله انفعهم لعيا له[9]

وہ سارے مخلوق خدا کا کنبہ ہیں اور اس کے نزدیک سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو اس کے کہنے کے ساتھ نیکی کرے۔

3. دشمن کے ساتھ رواداری کی تعلیمات

تعلیمات یہودیت میں دشمن کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید آئی ہے، یہاںتک کہ اگر کسی دشمن کا جانور راستہ بھول جائے تو وہ بھی اس تک پہنچانے کا حکم ہے خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح مسیحیت میں بھی دشمنوں کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک کی تعلیمات ہیں۔ لیکن عیسائی پادریوں نے خود اس آیت کا انکار کیا ہے، ان کے نزدیک اس سے دشمن کے لئے دعا تو کی جاسکتی ہے لیکن اس سے محبت کرنا یہ ناممکن ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ مسیحیت اور یہودیت میں یہ تعلیمات فقط تعلیمات کی حد تک ہیں، اس کی عملی صورت تاریخ میں نہیں ملتی۔ لیکن اسلام نے دشمن کے ساتھ رواداری کا دائرہ فقط تعلیمات تک محدود نہیں کیا بلکہ اسے خود حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے عمل سے پوری دنیا کو حیران کر دیا جب فتح مکہ کے دن دشمن کو نہ صرف معاف کیا بلکہ ان کے گھروں کو امن کا گہوارہ بنا دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا الیو م یو م الرحمة[10] "آج انتقام کا نہیں بلکہ معاف کر دینے کا دن ہے۔"

---

[7] Al-Māidah 6: 108.
[8] Al-Baqrah 2: 256.
[9] Jalāl al-Dīn Sayūṭī, Al-Jām‘ al-Ṣaghīr(Beirūt: Dār al-Kutub al-Ilmiya), 2: 11.
[10] Abū Qāsim ‘Ali Ibn-e-‘Āsākar, Tehzīb Tārīkh Dimishq al-Kabīr (Beirūt: Dār al-Masīra, 1979AD), 23: 454.

اسلامی تعلیمات کی یہ انفرادایت ہے کہ دشمن کو بھی یہ حق دیا ہے کہ اس کے ساتھ زیادتی نہیں بلکہ عدل کیاجائے اور سخت سے سخت نفرت بھی تمہیں اس بات سے نہ روکے کہ تم اس سے ناانصافی کرو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا" [11]

(اور تمہیں اس قوم کی دشمنی جو کہ تمہیں حرمت والی مسجد سے روکتی تھی اس بات کا باعث نہ بنے کہ زیادتی کرنے لگو)

الغرض اسلام مسلمانوں کو دشمن کے حقوق کے تحفظ کا بھی حکم دیتا ہے اور دشمن کو معاف کرنے اور اور اس کے ساتھ غیر جانبدارانہ عدل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

4. غیر مسلموں سے سماجی تعلقات

اسلام اپنے ماننے والوں کو اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ ظرفی کی تعلیم دیتا ہے اور اسلامی تعلیمات نے مسلمانوں پر یہ لاگو کیا ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو بھی اپنے شر سے محفوظ رکھے، خواہ پڑوسیوں میں مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ جس طرح اسلام مسلمان کو حق فراہم کرتا ہے اسی طرح وہ غیر مسلم کو بھی یہ حق دیتا ہے کہ اسے حق ہمسائیگی فراہم کیا جائے اور حسن سلوک ورواداری کا معاملہ کیا جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ایک بار ایک بکری ذبح کی، اور اسے ذبح کرنے کے بعد اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ گوشت سب سے پہلے پڑوسی کے گھر پہنچائے تو غلام نے عرض کیا: آقا! وہ تو یہودی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اگر یہودی ہے تو کیا ہوا؟ اتنا کہہ کر آپ نے حضور ﷺ کا ارشاد بیان فرمایا: مازال یو صینی جبر ائیل حتی ظننت انه سیورثه[12] "جبرائیل مجھے ہمسائے کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں مجھے خیال آنے لگا کہ شائد اسے وارث بنادیا جائے گا"

قرآن مجید میں "پہلو کے ساتھی کو" "پڑوسی بتایا گیا ہے جس کو "الصاحب الجنب" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس میں بھی مسلم اور غیر مسلم کی کوئی قید نہیں۔ اور سماجی زندگی میں تحائف کے لین دین کی بڑی اہمیت ہے اس سے دلوں کے اندر پائی جانے والی نفرتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اگر کوئی غیر مسلم بھی حضور ﷺ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کرتا تو آپ ﷺ اسے قبول فرمالیتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے مقوقس کا تحفہ قبول فرمایا تھا۔ اسی طرح ایک راہب نے آپ ﷺ کو بھی آپ ﷺ کو ایک تحفہ بھیجا آپ نے اس کو بھی قبول فرمالیا۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ان رسو ل الله ﷺ اهدى اليه راهب من الشام جبة من سند س ،فليها النبى ﷺ[13] "بے شک ایک مسیحی راہب نے آپ ﷺ کو ایک باریک کپڑے جیسا جبہ تحفہ دیا، آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا اور اسے پہن لیا۔" اور سماجی تعلقات میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کی جائے اس سے ہمدردی اور مریض کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اسلام میں تیمارداری کے حکم میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی قید نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کان غلا م یہودئ یخدم النبی ﷺ فمرض فاتاه النبى ﷺ يعوده فقعد عند راسه فقال له اسلم فنظر الى ابيه وهو عند ه فقال له اطع ابالقاسم ﷺ فاسلم فخرج النبى ﷺ وهو يقو ل الحمد لله الذى انقذه من النار[14]

---

[11] Al-Māida 5: 7.
[12] Abū Abdullah Muhammad Al-Bukhārī, Al-Jam'e al-Ṣaḥīḥ (Dimishq: Dār al-Qalam, 1981AD), Ḥadīth: 5668.
[13] Ibn-e-Ḥanbal, Al-Musnad, 3: 327.
[14] Bukhārī, Al-Jam'e al-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth: 1356.

"ایک یہودی بچہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ جب وہ بیمار ہوا تو آپ ﷺ اس کی تیماری داری کرنے کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے اور اسے قبول کرنے کی دعوت دی، وہ بچہ مسلمان ہو گیا۔، تو آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے گھر سے نکلے " تمام تر تعریفات اس ذات کے لئے ہیں جس نے اس بچے کو آگ سے بچالیا۔" سماجی تعلقات جن اصولوپر قائم ہوتا ہے ان میں تیسرا اصول یہ ہے کہ مہمانوں کی میزبانی کی جائے، تو اسلام کی امتیازی خصوصیت ہے کہ اپنے ماننے والوں کو کسی قید کے بغیر مسلم و غیر مسلم دونوں کی میزبانی کا حکم دیتا ہے اور یہ حضور ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔ جب بھی دوسرے ممالک کے وفود مدینہ طیبہ تشریف لاتے تو نبی کریم ﷺ ان کی میزبانی فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حبشہ کا ایک دفد حبشہ کے عیسائیوں کا ایک وفد آیا تو ان کی میزبانی کی ذمہ داری آپ ﷺ نے خود لی اور فرمایا: انهم کا نوا لاصحابنا مکر مین ، وانی احب ان اکافئهم[15]

"یہ لوگ ہمارے ساتھیوں کے لئے ممتاز و منفرد حیثیت رکھتے ہیں، اس لئے میں نے پسند کیا کہ میں بذات خود ان کی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کروں۔" مندرجہ بالا احادیث جس میں غیر مسلم پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے، اور ان کے تحائف قبول کرنے اور ان کی میزبانی کرنے کا حکم آیا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم کے ساتھ سماجی تعلقات اعتدال میں رہ کر استوار کرنے کی اسلام اجازت دیتا ہے۔

5. بین المذاہب ہم آہنگی کی تعلیمات

اس وقت دنیا شدید بدامنی اور خلفشاری کا انتشار ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ رواداری اور اتحاد بین المذاہب کو بروئے کار لا کر عالمی اتحاد قائم کیا جائے۔ عالمی اتحاد قائم کرنے کی صورت میں دنیا سے بدامنی، غربت وافلاس، اور جہالت دور ہو سکتی ہے۔ دنیا میں امن اسی صورت قائم ہو سکتا ہے، جب تمام مذاہب والے ایک دوسرے کے مقابلہ میں رواداری کا مظاہرہ کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں ایک عیسائی وفد کے اراکین کو اپنی مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دی۔ معاہدات نبوی ﷺ اطلاق ان معاہدات پر ہوتا ہے جو آپ ﷺ کی ہجرت اور بالخصوص ریاست مدینہ کے قیام کے بعد مختلف اقوام و ملل سے کئے گئے۔ نبی اکرم ﷺ کے معاہدات کا آغاز بیعت عقبہ اولیٰ وثانیہ اور بالخصوص میثاق مدینہ سے ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ہر طبقہ سے پچاس سے زائد معاہدات کئے۔ جس میں مشرکین عرب، منافقین، یہود ونصاریٰ، اور مجوس وغیرہ شامل تھے۔ میثاق مدینہ، بنی زرعہ اور بنی ربعہ کے ساتھ معاہدہ امن، صلح حدیبیہ، سینٹ کیتھرائن سے معاہدہ، معاہدہ خیبر، معاہدہ طائف، وفد نجران، بنو ایخناش کے نام امن و حفاظت کے خطوط، بنی غاذیا کے نام کے نام خط، جبل تہامہ کے لوگوں کے نام خط، یہود کے مختلف قبائل کے نام امن و حفاظت کے خطوط، اہل جرباواذرح اور اہل مقنا کے ساتھ معاہدہ امن، اہل بنوضمرہ کے ساتھ معاہدہ امن، معاہدہ بنو غفار، فتح مکہ کے موقع پر معاہدہ امن۔ حضور ﷺ کے مذکورہ بالا معاہدات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اسلام کو معتدل اور امن پسند دین کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے، اور غیر مسلموں سے معاہدات کر کے حتی المقدور جنگ سے بچنے اور صلح جوئی کی کوشش کی ہے۔ آپ نے مذہب کے نام پر شروع کئے گئے فسادات کا خاتمہ کر کے بنی نوع انسان کو اخوت، بھائی چارہ، اور رواداری کا سبق دیا۔ مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کے لوگوں سے رواداری اور عزت واحترام کے سلوک کا حکم دیا ہے تاکہ اسلامی ریاستوں کے حدود کے اندر یہودی، عیسائی، اور دیگر مذاہب کے لوگ امن و سکون کے ساتھ رہیں اور انہیں مذہبی آزادی دی، ان کے مذہبی رہنماؤں کو اپنے اصولوں کی ترویج کی آزادی دی، شادی بیاہ، طلاق، وراثت کے قوانین میں کسی طرح کی سختی نہیں کی گئی، اس کے عوض انہیں جزیہ دینا ہوتا تھا۔ جس کے بدلے میں مسلمان انہیں غیر ملکی ظلم سے تحفظ فراہم کرتے تھے۔ ان کی جانوں کی امان دی، ان کے خلاف محاذ آرائی والی دشمن قوم کے خلاف ان کی مدد کرنے کا

---

15 Al-Behqī, Sha'b al-Īīmān, Ḥadīth: 1925.

معاہدہ کیا۔ مسلمانوں کو غیر مسلموں سے اچھے اخلاق سے پیش آنے کی تلقین کی۔ اگر مسلمانوں پر کوئی ظالمانہ حملہ کرے تو اس صورت میں مسلمانوں کو دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دی، لیکن اس موقع پر بھی اسلامی اصولوں کی پابندی لازم قرار دی، کسی قسم کی بربریت، ظلم و تشدد، اور غیر عادلانہ زیادتی کو ممنوع قرار دیا اور حتی المقدور جنگ بندی کی بجائے معاہدات اور صلح جوئی پر زور دیا۔ الغرض حضور ﷺ کے معاہدات دوستی، اخوت، اور رواداری کی اعلیٰ نظیر پیش کرتے ہیں، آپ ﷺ کے معاہدات سے بصیرت افروز مثبت نتائج سامنے آئے اور اسلامی ریاست کی بنیادیں مستحکم سے مستحکم تر ہوتی چلی گئیں اور اسلام کی آفاقی تعلیمات سے چار دانگ عالم مستنیر ہونے لگا۔

6. قیدیوں کے ساتھ رواداری

آپ ﷺ نے غزوہ بدر میں قید ہو کر آنے والے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کی نظیر اپنے اسوہ حسنہ سے قائم فرمائی: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ: لما کا ن یو م بد ر اتی اساری واتی بالعبا س ولم یکن علیه ثوب فنظر النبی ﷺ له قمیصا فوجدوا قمیص عبدالله بن ابی یقدر علیه فکساه ﷺ ایاه۔[16] "جنگ بدر ہوئی تو کچھ لوگ قید کر کے لائے گئے جن میں عباس بن عبد المطلب بھی تھے، اور ان کے جسم پر کپڑا نہ تھا۔ پس حضور ﷺ ان کے لئے قمیص تلاش کرنے لگے۔ لوگوں نے عبد اللہ بن ابی کی قمیص تلاش کر کے پیش کی جو ان کے جسم پر پوری آگئی۔ حضور ﷺ نے وہی قمیص انہیں پہنائی۔" الغرض انسانی معاشرے اور سماج کا کوئی پہلو ایسا نہیں کہ جس کا احاطہ حضور ﷺ نے انسانی حقوق کی تعلیم و تلقین کرتے ہوئے نا کیا ہو۔

7. غلاموں کے ساتھ رواداری کی تعلیمات

اسلام کی آمد سے قبل غلام معاشرے کا حقیر اور بے بس حصہ تھے، جن کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ بازاری اجناس کی طرح غلاموں کی خرید و فروخت عام ہوتی تھی جو احترام انسانیت کے منافی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ سے غلامی کے تصور کو ختم کرنے کی اساس رکھی اور غلاموں کو وہ مقام عطا کیا جو دوسرے افرادِ معاشرے کو حاصل تھا اور یہ صرف اور صرف دین اسلام کی انفرادیت ہے۔ گھریلو غلاموں اور خادموں کو عموماً گھر کا فرد یا اہل خانہ شمار نہیں کیا جاتا، اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ بھی نہیں کیا جاتا۔ ان کے احساسات اور جذبات کو مد نظر رکھنا چاہیے اور انہیں بھی اپنے بھائیوں کی طرح رکھنا چاہیے۔ حضور ﷺ نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔ اخوانکم جعلهم الله تحت ایدیکم فمن کان اخوة تحت یدیه فلیطعمه مما یاکل ولیکسه مما یلبس ولا یکلفه ما یغلبه فان کان کلفه ما یغلبه فلیعنه[17] "غلام تمہارے بھائی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کیا ہے۔ سو جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو، اسے وہ کھلائے جو خود کھاتا ہے، وہ پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے۔ ان کو اتنا کام نہ دے جو وہ نہ کر سکیں۔ اگر ایسا کام دیں تو اس کی اعانت کریں۔"

8. کل انسانیت کے ساتھ رواداری کی تعلیمات

مسیحیت میں انسانوں کے ساتھ محبت کا درس دیا گیا ہے لیکن اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی تک، فرد سے معاشرے تک، اور انسانی زندگی کے ہر ہر حق کی ضمانت دیتا ہے۔ اور بلا امتیاز رنگ و نسل، علاقہ و زبان اور ملک و قوم ہر شخص کا حق دینے کی تاکید کرتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من لا یر حم لا یر حم[18] "جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔" خود تاجدار کائنات ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات کو خدا کا کنبہ کہا ہے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا: الخلق کلهم عیال الله

---

[16] Bukhārī, Al-Jam'e al-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth:4846.
[17] Abū Dāwd, Al-Sunan (Beirūt: Dār al-Fikar, 1994AD), 4: 3604.
[18] Bukhārī, Al-Jam'e al-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth:6941.

فاحبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ[19] "وہ سارے مخلوق خدا کا کنبہ ہیں اور اس کے نزدیک سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو اس کے کنبے کے لئے نفع کا باعث ہو۔"

اسلام کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ واحد ایسا دین ہے جو دوران جنگ بھی رواداری، اور حسن سلوک کی اعلیٰ اخلاقی پہلو کو اپنانے کا حکم دیتا ہے۔یعنی جب اسلام پر کوئی لشکر کشی کرے یا پھر اسلامی فوج کسی جہاد میں مصروف عمل ہو تو ان جنگی حالات میں عورتوں، بچوں، بزرگوں، اور غلاموں کو قتل کرنے کی ممانعت ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بھی انفرادیت ہے کہ اسلام دشمن کی فصلوں، عمارتوں، اور عبادت گاہوں تک کو تباہ کرنے سے منع کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے ایک دشمن لشکر کی عورت کی لاش کو میدان جنگ میں دیکھا تو فرمایا: وجدت امراۃ مقتولۃ فی بعض مغازی رسول اللہ ﷺ فنھی رسول اللہ ﷺ عن قتل النساء والصبیا ن[20] "جناب رسول اکرم ﷺ کے کسی غزوہ میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ دین اسلام کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کے قانون جنگ بھی امن وعافیت کے علمبردار ہیں، اور دوران جنگ بے قصور، کمزور، عورتوں، بچوں اور بزرگوں کو قتل کرنے کی ممانعت ہے۔ ایسے حسن سلوک اور رواداری پر مبنی قوانین کے سائے میں رکھتا ہے۔

9. فوت شدگان کے ساتھ رواداری کی تعلیمات

اگر کسی شخص نے اسلام انسانیت دوست چہرہ دیکھنا ہو تو اسلام کے انسان دوست قوانین کا مطالعہ کرے، جہاں اسلام بلا تفریق دین اور بلا امتیازِ رنگ و نسل ہر انسان کی عزت و تکریم اور اس کے جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کا حکم دیا وہیں فوت شدہ لوگوں کی بھی تکریم کی تعلیم دی ہے۔ یعنی مرنے کے بعد بھی انسانی میت تکریم کی مستحق ہے خواہ مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی۔ اسلام صرف زِندہ انسانوں کو ہی نہیں بلکہ مردہ کو بھی عزت و تکریم دیتا ہے۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اسلام سراسر دین امن ور حمت ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں۔مررت بنا جنازۃ فقام لھا النبی ﷺ وقمنا لہ ، فقلنا : یا رسول اللہ ﷺ انھا جنازۃ یھودی ؟ قال: اذا رائیتم الجنازۃ فقوموا[21] "ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ ہم عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو کسی یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔" یعنی حضور نبی اکرم ﷺ نے ہر حال میں انسانی جان کی تکریم کا درس دیا ہے قطع نظر اس کے کہ اس کا دین کیا تھا؟ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ انسانی جان کی تکریم مرنے کے بعد اس کی میت کی ہو رہی ہے۔ افسوس ہم زندہ انسانوں کی تکریم کا معاشرہ نہیں بنا سکتے۔

10. حاصل بحث

الہامی مذاہب میں سے یہودیت اور مسیحیت دونوں ادیان کی تعلیمات میں افراط و تفریط پائی جاتی ہے اور ایسی تعلیمات پر عمل کرنا آج کے دور میں مشکل ہی نہیں بلکہ نا ممکن ہے۔ افراط و تفریط کی حامل تعلیمات آج کے انسان کی طبیعت کے منافی ہیں لیکن دوسری طرف اسلام زندگی کے ہر ہر معاملے میں مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں میں اعتدال قائم کرتا ہے جو انسانی فطری رجحان کے عین مطابق ہے یہ اسلام کی حیرت انگیز امتیازی خصوصیات ہیں، یہی وجہ ہے کہ دین اسلام میں نہ صرف مذہبی رواداری کی تعلیمات موجود ہیں بلکہ اس کے ساتھ زندگی کے ہر شعبے میں رواداری کی تعلیمات اور مثالیں موجود ہیں۔ جن میں دشمن کے ساتھ رواداری کی تعلیمات، غیر مسلموں سے سماجی تعلقات، بین المذاہب ہم

[19] Abū Ya‘lā, Al-Musnad (Dimishq: Dār al-Māmūn, 1984AD), 6: 194.
[20] Bukhārī, Al-Jam‘e al-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth: 2852.
[21] Bukhārī, Al-Jam‘e al-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth: 1249.

آہنگی کی تعلیمات،قیدیوں کے ساتھ رواداری،غلاموں کے ساتھ رواداری کی تعلیمات،کل انسانیت کے ساتھ رواداری کی تعلیمات،فوت شدگان کے ساتھ رواداری کی تعلیمات وغیرہ بھی موجود ہیں۔جو کہ دین اسلام میں رواداری کے امتیازی پہلو ہیں۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)